سید سبط الحسن ضیغم

# ایران کا اسلامی انقلاب اور مسلم دنیا

پاکستانی عدلیہ کے ایک ممتاز رکن نے عوامی جمہوریہ چین کے دورہ کے موقع پر عظیم چینی رہنما جناب ماوزے تنگ سے چینی انقلاب کے اثرات و نتائج کے بارے میں سوال کیا تو جناب ماوزے تنگ نے کہا کہ ابھی انقلاب فرانس کے اثرات و نتائج کے بارے میں کوئی حتمی بات کرنا پیش از وقت ہے، چین میں عوامی انقلاب تو ابھی کل کی بات ہے۔

یہ بات ایران میں اسلامی انقلاب کے اثرات کے بارے میں بات کرتے ہوئے معاً ذہن میں آجاتی ہے، جو انقلاب فرانس کے بعد انسانی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔ یہ روس میں مزدوروں اور چین میں کسانوں کے انقلاب سے بھی بڑا انقلاب ہے۔ جس سے مسلم دنیا کو تو لرزہ اندام ہونا ہی تھا امریکہ اور اس کے حلیف تمام سامراجی ممالک ابھی تک ایران میں اسلامی انقلاب سے کانپتے ہوئے دکھائے دیتے ہیں کیونکہ ان کی انتہائی منظم کوششوں کے باوجود اس انقلاب کے اثرات کو پھیلنے سے ابھی تک روکا نہیں جاسکا۔ بلکہ بڑی نرم روی کے ساتھ یہ عظیم انقلاب کامیابی حاصل کرتا جارہا ہے۔

مسلم دنیا کرہ ارض پر جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے فیصلہ کن حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ جہاں بہت حد تک آج بھی جاگیردارانہ سماجی نظام انسانی فکر و نظر پر قدغن لگائے زہریلے سانپ کی طرح کنڈلی مارے بیٹھا ہے اور اسے سامراج کی ہر ممکن سرپرستی حاصل ہے۔ زوال پذیر مغربی تہذیب و تمدن ،اور معاشیات کو ان ممالک پر بالادستی حاصل ہے۔ مسلمان عوام صحیح معنوں میں اس عربی مقولے پر انتہائی عقیدت سے عمل پیرا ہیں کہ اگر تمہارے حکمران ایسے افراد مقرر کر دیئے جائیں۔ جن کے سر کشمش کے دانے سے بھی چھوٹے ہوں پھر بھی ان کی تابعداری تمہارا فریضہ اولین ہے یورپ کے سامراجی تمدن کا مسلم دنیا نے اس قدر اثر قبول کیا کہ اسلام کے تمام بنیادی احکام یہاں تک کہ کلام مجید کو

بھی طاق نسیاں کی زینت بنادیا۔ بعض علماء کی آنکھیں تو یورپی تسلط اور تہذیب و تمدن نے اس قدر خیرہ کردیں کہ انہوں نے برملا لکھنا شروع کردیا کہ مکہ ومدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے۔ اب تو دنیا کی نجات پیروی مغرب میں پوشیدہ ہے نیا کعبہ لندن، پیرس اور برلن ہیں۔ اب ان کا طواف کرنے کی ضرورت ہے۔

مگر کہیں کہیں سوزش افکار کے جلوے بھی دکھائی دیتے تھی۔ جمال الدین افغانی، محمد عبدہ مصری، مہدی سوڈانی، علامہ عبدالعلی ہروی ایسی قد آور عہد آفرین شخصیات نے نشاۃ ثانیہ کے خواب دیکھنا شروع کردیئے اور اپنے حلقہ اثر میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ سلم کے اسوہ حسنہ کلام مجید سے روشنی حاصل کرتے ہوئے امید کی کرن کو بجھنے نہ دیا۔

مسلم دنیا میں ایران کو کئی تخصص حاصل تھے۔ جس سے باقی دنیا محروم تھی۔ وہاں عہد بہ عہد ایسی شخصیات نے جنم لیا۔ جنہوں نے بادشاہتوں کے باوجود اسلامی ریاست اور اس کے ایمان دار افراد کے رخ و کردار پر مکمل کر بات کی۔ بو علی سینا، الفارابی، ملا صدرا اور ان کے ہم سفر حضرات نے اس سلسلہ میں دانش و فکر کی مکمل کر رہنمائی کی۔ شیخ اکبر ابن العربی۔ شہاب الدین سہروردی اور ایسے ہی دیگر اکابرین کے افکار پر غور و فکر کی بنیادیں موجود تھیں، لیکن سب سے اہم بات اہل ایران کا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کتاب اللہ اور اہل بیت حضور اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے تمسک تھا اور اسی تمسک کی وجہ سے "کربلا" میں حسینی کردار کی عظمت سے اہل ایران نے قربانی، ایثار، صبر، بہادری، جرات اور اسلام سے غیر معمولی عشق کا جو سبق حرز جان بنایا ان سے ان کی کائنات ہی بدل گئی۔ اپنے افکار کی وجہ سے ایران کا قریہ قریہ علوم آلؑ محمد سے سرشار ہو گیا۔ جگہ جگہ علمائے حق نے علم و عرفان کی قندیلیں روشن کیں۔ یہاں تک کہ امام علیؑ رضا علیہ السلام اور آپ کی ہمشیرہ محترمہ جناب معصومہ قمؑ نے ایران کی سرزمین میں قدم رنجہ فرما کر ایران کے تقدس و بزرگی میں اور بھی اضافہ کردیا اور مشہد مقدس اور قم مقدس کو دنیا کی عظیم دانش گاہوں میں بدل کر غلبہ اسلام کے لئے زمین ہموار کردی۔ یہی وہ فکری مراکز ہیں، جہاں انقلاب کی شعاعیں بسا اوقات پھوٹتی رہی ہیں۔ چنانچہ اس صدی کے آغاز میں تمباکو مسئلہ کے بعد آقائے کاشانی نے جس بے باکی سے حریت اسلام کا پرچم

بلند کیا۔ اسی کے نتیجہ میں ایران میں تیل کی صنعت کو قومی ملکیت میں لینے والا راستہ ہموار ہوا اور اس طرح دوسری بار ایران میں علماء اسلام کی اہمیت کھل کر سامنے آگئی۔

بھگوڑے شاہ اور اس دور کی ہم سفر قوتوں کو سی آئی اے کی جدو جہد کے بعد، ایران کے قومی انقلاب کا دھارا بدل کر شاہ کو ایک بار پھر سریر آرائے سلطنت کر دیا۔ یہ ہے وہ پس منظر، جس سے ایران میں اسلامی انقلاب کے سفر کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

امریکی سامراجیوں کو پہلی بار احساس ہوا، قم اور مشہد مقدس اور وہاں کی درس گاہیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے کس قدر موثر اور طاقتور ذریعہ ہیں۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کے لئے شاہ ایران کی امریکہ نے کھل کر مدد کی۔ تاکہ امریکہ کو اسلام سے کوئی خطرہ نہ رہ جائے۔

اس مقصد کے لئے جہاں پالتو علماء کا گروہ پیدا کیا گیا۔ وہیں جدید فکر و علوم کے حوالہ سے بھی نئی نسل میں بیمار اور زوال پذیر یورپی تمدن و معاشرہ اور فلسفہ کی کھل کر آبیاری بھی کی گئی تاکہ ایران کی روح قبض کی جاسکے۔ گمراہ کن فلسفیوں کی کھیپ پیدا کی گئی۔ ہر قسم کی مراعات کی بارش کی گئی۔ شعر و ادب میں مغرب زدگی کے کینسر کو پھیلانے کی کوشش کی۔ آرٹ - کلچر سے ایران کی اسلامی روح نکالنے کے لئے جدیدیت کا سرطان پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ علوم و فنون کی مغربی جہتوں کو اختیار کرنے کی ترغیبیں فراہم کی گئیں۔ معاشرتی زندگی کو یورپی عفریت کے حوالے کرنے کے جتن کئے گئے ۔ کسی ملک قوم کی تباہی میں عورت جو کردار ادا کر سکتی ہے۔ ایرانی عورتوں کو ان ہتھیاروں سے لیس کر دیا گیا مگر ان تمام کوششوں اور جدو جہد کے باوجود حسینیت سے ایرانی روح کی سرشاری کو خارج نہ کیا جا سکا۔ مشہد المقدس اور قم المقدس کی درس گاہوں میں اس فسق و فجور اور ان بیمار عمرانی فلسفوں کے خلاف جہاد ہوتا ہی رہا۔ علماء اور دانشوروں کے ایک موثر گروہ نے، دامن اسلام کو چھوڑنے سے انکار کر دیا اور شاہ ایران، اور اس کے سرپرست امریکی سامراجیوں سے ٹکر لینے کا کوئی موقعہ بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ فکری طور پر سرزمین ایران تبدیلی کے لئے انگڑائیاں لے رہی تھی کیونکہ علماء کرام اور ان کی قیادت میں نئی نسل کے ہزاروں افراد نے ہر موقع پر جبر سے ٹکر لے کر سامراج کے بنائے ہوئے اس لات کو پاش پاش کرنے کی کوشش کی جو سرزمین ایران میں انا ولا غیری کا نعرہ لگانے میں مصروف تھا۔

امریکی اور شاہ ایران اور اس کے جدید ترین عقوبت اور ایذا رسانی سے لیس اداروں کے کارندوں کو ہر بار شکست سے دوچار ہونا پڑا کہ ایران کی خوش قسمتی سے اسی فضا نے ڈاکٹر علیؒ شریعتی آقائے خمینی ایسی شخصیات کو جنم دیا۔ جو فلسفہ محمد و آل محمد (ع) کے سایہ میں ان جلاد صفت جماعتوں کا بھرپور مقابلہ کرتے رہے۔

امریکہ اور دیگر سامراجی طاقتوں کا یہ خیال تھا کہ ایرانی علماء اور دانشوروں اور نوجوانوں کو اذیت اور قتل و غارت سے خاموش کیا جاسکتا ہے۔ مگر جب یہ ہتھیار کند ہوتا دکھائی دیا تھا تو پھر تھوک کے حساب سے انقلابی قوتوں کو جلاوطنی کے اندھے غاروں میں دھکیلا جانے لگا لیکن ایرانی انقلابیوں کی خوش قسمتی تھی کہ انہیں امام خمینی جیسی عظیم شخصیت کی قیادت میسر آگئی۔ جو کتاب و سنت، اور آئمہ اہلبیت کی سیرت و کردار کا پیرو تھا انقلاب کے نشیب و فراز سے کماحقہ آگاہ تھا۔ فلسفہ حریت و انقلاب کا مدعی تھا۔ بہرحال امام خمینی سیرت نبوی پر عمل کرتے ہوئے ہجرت پر مجبور ہوئے لیکن ایرانی عوام کی فکری رہنمائی جاری رکھی۔ یہاں تک عراق سی بھی نکلنا پڑا۔ بالا خر روسو اور والٹیر کے دیس میں پناہ لینی پڑی۔ مگر انقلاب کی آبیاری جاری رہی۔

دنیا کے اس حصہ میں امریکہ اور یورپ کے سامراجیوں نے شاہ ایران کو ایک ایسے ظالم و مستبد حکمران کے طور پر تیار کیا تھا جو اس علاقے میں تھانیدار کا کردار ادا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہا کرتا تھا۔ ہر انقلابی تحریک اور قوت کو کچلنے کے لئے ہر قسم کے ہتھیار سے لیس، یہاں تک کہ امریکہ اور سی آئی اے نے اس کی حفاظت اور علاقہ میں انقلاب دشمن سازشوں کے لئے تہران میں انتہائی موثر مرکز قائم کر رکھا تھا۔ جدید ترین اسلحہ کے انبار ایران کے کونے کونے میں لگے ہوئے تھے۔ اس چنگاری کے روشن ہوتے ہی صدیوں سے خشک لکڑی کو لمحوں میں راکھ کا ڈھیر بنا کر رکھ دیا۔ اس شاہ کا بت آن واحد میں زمین بوس ہوگیا۔

ہجرت کے لئے مجبور کی جانے والی درویش صفت شخصیت امام خمینیؒ نے قدم قدم پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے رہنمائی حاصل کی انقلابی قوتوں کو حسینی افکار کی پیروی پر تیار کیا۔ وہ تہران میں اسی انداز میں داخل ہوئے جس انداز سے فتح مکہ کے موقعہ پر حضور سرور کائنات صلی

اللہ علیہ و آلہ وسلم انتہائی عجز و انکساری سے اپنی جنم بھومی میں قدم رکھا اسی انداز سے فاتح سامراج، تہران میں تسبیح و تحلیل کرتے ہوئے داخل ہوئے اور مکمل فتح کے بعد کسی محل کو اپنا بسیرا بنانے کے بجائے ایک چھوٹے سے گھروندے کو زینت بخشی اور کسی عہدہ جلیلہ پر متمکن ہونے کے بجائے اپنے ساتھیوں کی مکمل رہنمائی کے لئے اقتدار سے خود کو قطعی طور پر الگ رکھا اور ایران شاہی کے خاتمہ کے بعد واقعی اسلامی جمہوری حکمرانی کے علمی تعبیر پیش کر کے اسلام کی عظمت کو دوبالا کر دیا اور بیسویں صدی کے آخری سالوں میں حقیقی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ کر اسلامی تہذیب و تمدن، معاشرت، سیاست اور معاشیات کے علمی خدوخال سے دنیا بھر کو روشناس کرادیا۔

انقلاب فرانس کے بعد اس عظیم اسلامی انقلاب کو ختم کرنے کی متحدہ سامراجی اور طاغوتی کوششیں ہر بار ناکام ہوئیں یہ وہ انقلاب ہے۔ جس کا پرچم تھام کر دنیا اکیسویں صدی کا سورج طلوع ہوتے ہی، سامراجی افکار و تمدن اور معاشرت و معاشیات کو ختم کر کے ایسی فضا ہموار کرے گا جس کے سایہ میں تہذیبوں کے درمیان ٹکراؤ کے بجائے مذاکرہ و گفتگو کے ذریعہ انسانی دنیا کو اسلام کی عظمتؐ و فضیلت کا طرف متوجہ کیا جاسکے کیونکہ سامراجی طاقتوں نے عالمی انسانی برادری کو نابودی کے کگار پر لاکر کھڑا کر دیا ہے۔ ہر طرف جنگ و قتل و غارتگری کا بول بولا ہو گیا ہے۔ ایسے عالمی ماحول میں اسلامی جمہوریہ ایران کا فریضہ ہے کہ وہ دنیا کو امن و سلامتی اور انسان دوستی کی طرف قدم بڑھانے کی دعوت دے۔ شاید انھیں حقائق کی روشنی میں علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا:

ایران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا
شاید کرہ ارض کی تقدیر بدل جائے۔

☆☆☆☆